فہرست مضامین

عقیدہ ختم نبوت اور تفسیر ادب

تحریر ڈاکٹر زاہد محمود نعمانی

تقـــریظ

اســتاذالعلماء حضرت مولانا محمود الرشید عباسی حدوٹی مدظلہ

پرنسپل جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور، صدر ادارہ آب حیات ٹرسٹ

عزیزالقدر جناب مولانا پروفیسر زاہد محمود نعمانی سلمہ تعالیٰ ہمارے ہاں عصری تعلیم خاطر خواہ حاصل کرنے کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور تشریف لائے، یہاں ان دنوں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا مرتب کردہ سہ سالہ نصاب تعلیم شروع کر دیا گیا تھا، جس کی سرپرستی اور نگرانی استاذالعلماء، محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا عبدالرحمان اشرفی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور فرمارہے تھے، سہ سالہ نصاب تعلیم میں مجھے بھی پڑھانے کے لیے اسباق دیے گئے تھے۔

عزیزم زاہد محمود نعمانی صاحب ماشاء اللہ ایک ملنسار، خلیق الطبع، اساتذہ کرام سے محبت اور عقیدت کے والہانہ جذبات رکھنے والے ہیں، اسی زمانہ سے ان میں لکھنے پڑھنے کا وافر شوق وذوق تھا، اس کے بعد انہوں نے عصری تعلیم کی تکمیل بھی کی، اس کے بعد ایک عرصہ سے گورنمنٹ کامرس کالج نارووال میں لیکچرار کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

پیش نظر مضمون مولانا زاہد محمود نعمانی صاحب کے معرکۃ الآراء پی ایچ ڈی کے مقالے کا ایک حصہ ہے، جس میں انہوں نے عقیدہ ختم نبوت اور تفسیری ادب کے عنوان سے ایک طرف اپنے ایمانی جذبات کا اظہار فرمایا اور دوسری طرف اہل تفسیر کے گراں قدر ارشادات کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کو واضح اور مبرہن فرما کر قادیانیت کے تابوت میں کیل ٹھونکنے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے، یہ کتابچہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، مجھے خود اس کے مطالعہ سے بہت ہی فائدہ ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول ومنظور فرمائے۔ آمین،

خادم اسلام محمود الرشید حدوٹی (۱۳اگست ۲۰۱۸، ساڑھے چھ بجے شام)

اپنی بات

ڈاکٹر زاہد محمود نعمانی

گورنمنٹ کامرس کالج نارووال

بسم اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ

گزشتہ دنوں اپنے مشفق ومہربان استاذ حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی مدظلہ کی زیارت کے لیے لاہور جانا ہوا، جہاں حضرت نے انتہائی قیمتی نصائح اور کچھ کر گزرنے کا مشورہ دیا، جو سنتے ہی میرے دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا گیا، بلکہ دل ودماغ میں ان کی باتوں نے بڑا اثر پیدا کیا، ان کے ارشادات سن کر میں نے اپنی تحریروں کو عامۃ الناس کی خدمت میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا، استاذ حدوٹی صاحب کی مشاورت سے ہی یہ رسالہ منصہ شہود پر لارہاہوں۔

اس رسالہ میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے "عقیدہ ختم نبوت اور تفسیری ادب" آیت ختم نبوت کے ذیل میں حضرات مفسرین کرام کی آراء شامل کی گئی ہیں، ارباب علم ودانش کی تحقیقات اس رسالے میں شامل کی گئی ہیں۔

یہ رسالہ دراصل میرے پی ایچ ڈی کے تفصیلی مقالے کا ساتواں باب ہے، پی ایچ ڈی کا میرا یہ مقالہ بڑے سائز کے کوئی پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے، جس کا ساتواں بات کوئی پچاس صفحات کے قریب قریب ہے، اس کے مطالعہ سے باذوق قارئین فیصلہ کریں گے کہ میں اپنے مدعا میں کہاں تک کامیاب ہوا اور اس مضمون میں کہاں کہاں تشنگی باقی رہ گئی ہے، میں امید رکھتا ہوں کہ اس مقالہ کی نزاکت کے پیش نظر اس میدان میں کام کرنے والے حضرات علماء کرام ومشائخ عظام میری راہبری اور راہنمائی فرمائیں گے، تاکہ آئندہ اشاعت میں ان کی قیمتی آراء کی روشنی میں اس کتابچہ کو مزید مزین ومرصع کیا جاسکے۔

زاہد محمود نعمانی گورنمنٹ کامرس کالج نارووال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقیدہ ختم نبوت اور تفسیری ادب

رسالت مآب ﷺ کا خاتم النبیین ہونا آپ ﷺ کے امتیازی اوصاف میں سے ہے کیونکہ سلسلہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گیا، اسی بناء پر حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ﷺ ہونے کے عقیدے پر گزشتہ چودہ سو برس سے امت مسلمہ کا اجماع چلا آرہا ہے کہ نبی کریم، رؤف ورحیم ﷺ کو قیامت کی صبح تک کے لیے تمام انسانوں کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجا گیا ہے گویا کہ تمام بنی نوع انسان کی ہدایت وراہنمائی کے لیے آپ ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو اسی لیے پھر آپ ﷺ کی جملہ تعلیمات کی حفاظت کا بھی غیبی طور پر انتظام وانصرام کیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب "قرآن مجید" من وعن محفوظ ومامون ہے، یوں قرآن وسنت دونوں بنیادی مصادر شریعت قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے محفوظ ہیں۔

برصغیر پاک وہند میں مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۴۰ء۔۱۹۰۸ء) نے دعویٰ نبوت کر کے اسلام کے مرکزی عقیدہ ختم نبوت کو بری طرح مجروح کیا، نیز مرزا قادیانی کی دعوائے نبوت کی یہ تحریک نہ صرف ہندوستان کے لیے بلکہ پوری دنیائے اسلام کے خلاف ایک دجالی کارروائی تھی، جس تحریک کے تحت مرزا قادیانی نے اسلام کی دعوت حق کے مقابل ایک نیا اسلام لا کھڑا کیا جو قرآن کریم کی نصوص قطعیہ اور تعلیمات نبوی ﷺ کے برخلاف ایک نئے فتنے کا آغاز تھا۔

اس دجالی فتنے کے تعاقب اور سرکوبی کے لیے برصغیر کے مفسرین نے اپنی تفسیری نگارشات میں اس کا بھرپور اور دلائل وبراہین کے اسلحہ سے لیس ہو کر رد کیا ہے اور قرآنی آیات کے تحت محمد رسول اللہ ﷺ کے سید المرسلین اور خاتم النبیین ہونے

کے عقیدے کے اثبات اور مرزا قادیانی کے دعاوی کے ابطال کو علمی و تحقیقی انداز میں اجاگر کیا ہے، لہٰذا مفسرین کرام کی انہی کاوشوں کا تحقیقی اور تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

خاتم النبیین کا معنیٰ اور مفہوم

قرآن کریم میں رسالت مآب ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے عقیدہ کو بے شمار آیات میں مختلف اسالیب سے بیان کیا گیا ہے تاہم سورۃ الاحزاب کی چالیسویں آیت مبارکہ میں عقیدہ ختم نبوت کے اثبات کے لیے خاتم النبیین کے واضح اور صریح الفاظ مذکور ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

(مسلمانو!) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔(سورۃ الاحزاب ۴۰)

آیت مذکورہ کے ضمن میں برصغیر کے مفسرین کرام نے خاتم النبیین کے معنیٰ و مفہوم کو لغت کی کتب سے مدلل و مفصل انداز میں بیان کیا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

لفظ خاتم میں دو قراتیں ہیں، امام حسن اور عاصم کی قرات خاتم بفتح تاء ہے اور دوسرے ائمہ قرات خاتم بکسر تاء پڑھتے ہیں۔ حاصل معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔(۱)

پیر کرم شاہ الازہری خاتم النبیین کے معنیٰ پر بحث کرتے ہوئے اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ ختم اور طبع کا لغت میں ایک ہی معنی ہے اور وہ یہ کہ کسی چیز کو اس طرح ڈھانپ دینا اور مضبوطی سے بند کر دینا کہ اس میں باہر سے کسی چیز کے داخلہ کا امکان ہی نہ ہو۔

جیسا کہ خطوط کو لکھنے کے بعد کسی کاغذ کے لفافہ اور کپڑے کی تھیلی میں رکھ کر سربمہر کر دیا جاتا ہے کہ جو کچھ لکھا جاچکا، اب اس کو سربمہر کر دیا گیا ہے تا کہ اس مہر کی موجودگی میں اس میں کوئی ردوبدل نہ کر دے۔ اگر کوئی ردوبدل کرے گا، تو وہ پہلے مہر توڑے گا اور جب مہر توڑے گا تو پکڑا جائے گا۔

اس پر احکام سلطانی میں تغیر و تبدل کرنے اور امانت میں خیانت کرنے کے سنگین الزامات میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

اس صورت میں خاتم النبیین کا مطلب یہ ہو گا کہ پہلے انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا اور اس پر مہر لگا دی گئی تا کہ کوئی کذاب، دجال اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اگر کوئی شخص زبردستی اس زمرہ میں گھسنا چاہے گا تو پہلے مہر توڑے گا اور جب مہر توڑے گا تو پکڑا جائے گا اور اسے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔(۲)

سیاق کلام اور خاتم النبیین کا مفہوم

بلاشبہ خاتم النبیین ﷺ کے لغوی معنیٰ سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے کے ہیں تاہم سیاق وسباق بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس سے مذکورہ معنیٰ مراد لیے جائیں، سید ابوالاعلیٰ مودودی ان لوگوں کا جو خاتم النبیین کے معنیٰ میں تحریف و تاویل کر کے اپنے مقاصد اور باطل عقائد کو ثابت کرنا چاہتے ہیں، ان کا علمی انداز سے محاکمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

منکرین ختم نبوت خدا کے دین میں نقب لگانے کے لیے لغت کو چھوڑ کر اس بات کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ خاتم الشعراء، خاتم الفقہاء اور خاتم المفسرین کے معنیٰ یہ نہیں کہ اس کے بعد کوئی شاعر، فقیہ یا مفسر پیدا نہیں ہو گا بلکہ اس کے معنیٰ ہیں کہ اس فن کے کمالات اس شخص پر ختم ہو گئے لیکن لغت کے اعتبار سے خاتم کے حقیقی واصلی معنیٰ

آخری ہی کے ہیں لہذا جب کسی لفظ کو اس کے حقیقی کی بجائے مجازی معنیٰ میں استعمال کیا جاتا ہے تو اہل عرب کے ہاں ایسا بالکل نہیں ہوتا کہ اس کا حقیقی معنیٰ میں استعمال ممنوع قرار پائے، لہذا جب "جَآ ءَ خَاتَمُ القَومِ" کہا جائے گا تو اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہو گا کہ قبیلہ کا فاضل و کامل آدمی آگیا بلکہ اس کا مطلب یہی ہو گا کہ پورا قبیلہ آگیا حتیٰ کہ آخری آدمی جو رہ گیا تھا وہ بھی آگیا۔(۳)

گویا کہ خاتم الشعراء، خاتم الفقہاء اور خاتم المحدثین وغیرہ الفاظ کسی شخص کے لیے اس کے علم و فضل کے اعتراف میں مبالغہ کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں لیکن حقیقی طور پر آیت مذکورہ سے اہل لغت اور اہل تفسیر نے بالاتفاق خاتم النبیین کے معنیٰ آخر النبیین ہی مراد لیے ہیں۔

خاتم النبیین کے حقیقی اور مجازی معنیٰ میں تطابق

جس طرح کسی بھی لفظ کے ایک حقیقی معنیٰ ہوتے ہیں اور دوسرے مجازی معنیٰ ہوتے ہیں، دونوں کا الگ الگ مفہوم ہوتا ہے، مگر اہل علم و قلم نے یہاں خاتم کے حقیقی اور مجازی معنیٰ میں مطابقت پیدا کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔

استاذ المحدثین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ خاتم کے لفظ کو اس کے حقیقی اور مجازی معنیٰ میں تقسیم کرکے ان دونوں میں تطبیق دیتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

خاتم کے حقیقی معنیٰ آخر کے ہیں کہ جس پر کوئی کمال اور فضیلت ختم ہو جائے اور وہ شے اس فضل اور کمال میں بے مثال ہو اس کا مثل اور ثانی نہ ہو، اس طرح آیت میں خاتم النبیین کو سمجھو کہ آنحضرت ﷺ کو جو خاتم النبیین کہا گیا ہے وہ دونوں معنیٰ کے اعتبار سے درست ہے، آپ ﷺ زمانہ کے اعتبار سے بھی آخری ہیں اور آپ ﷺ کی ذات والاصفات و کمالات کا بھی منتہیٰ ہے کہ تمام کمالات آپ ﷺ پر ختم ہیں، کمالات نبوت و رسالت میں آپ ﷺ بے مثل ولاثانی ہیں۔(۴)

کیا ختم نبوت بمعنیٰ مہر نبوت ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی ختم نبوت سے مہر نبوت مراد لیتا ہے، جس کے بارے میں محمد منظور الٰہی قادیانی لاہوری رقم طراز ہیں کہ خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ خاتم النبیین کے معنیٰ یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی، جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے اس طرح آنحضرت ﷺ کی مہر کی تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔(۵)

گویا کہ مرزا قادیانی کے مطابق ختم نبوت سے مراد مہر نبوت ہے، مولانا غلام رسول سعیدی مذکورہ تاویل کا مدلل انداز سے رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر ختم نبوت کا معنیٰ مہر تصدیق ہے یعنی جس پر آپ ﷺ مہر لگا دیتے ہیں وہ نبی بن جاتا ہے تو پھر اس کا تقاضا یہ تھا کہ آپ ﷺ کی مہر سے زیادہ نبی بنتے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس مہر سے صرف غلام احمد قادیانی ہی نبی بنا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کی اطاعت پر مقبولیت کی سند اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم اجمعین فرما کر عطا کر دی ہے، وہ نبی نہیں ہے اگر ختم نبوت کا مہر تصدیق ہوتا تو وہ نبی بنتے تو معلوم ہوا کہ ختم نبوت کا معنیٰ مہر تصدیق نہیں بلکہ وہ مہر ہے جو کسی چیز کو بند کرنے کے لیے لگائی جاتی ہے، نبی بنانا اور رسول کو بھیجنا اللہ کا کام ہے، رسول اللہ ﷺ کا یہ منصب نہیں کہ وہ اپنی مہر لگا کر کسی کو نبی بنا کر بھیج دیں۔(۶)

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت

ختم نبوت دین اسلام کی کاملیت کا لازمی اور منطقی نتیجہ ہے کیونکہ وہ دین جس کی ابتدا سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی تھی اس کی تکمیل خاتم النبیین سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفے ﷺ پر کر دی گئی، اس لیے ضروری ہے کہ ہم اس بات پر یقین و اعتقاد رکھیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی قیامت تک نہیں آ سکتا اور یہی وہ آپ ﷺ

کی امتیازی خصوصیت ہے جو آپ ﷺ کو جمیع انبیاء علیہم السلام میں ممتاز و منفرد مقام عطا کرتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو علمی انداز میں اجاگر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ صفت خاتم الانبیاء ایک ایسی صفت ہے جو تمام کمالات نبوت و رسالت میں آپ ﷺ کی اعلیٰ فضیلت اور خصوصیت کو ظاہر کرتی ہے کیونکہ عموماً ہر چیز میں تدریجی ترقی ہوتی ہے اور انتہاء تک پہنچ کر اس کی تکمیل ہوتی ہے اور جو آخری نتیجہ ہوتا ہے وہی اصل مقصود ہوتا ہے، نیز لفظ خاتم النبیین نے بھی بتلادیا کہ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک آنے والی سب نسلیں اور قومیں آپ ﷺ ہی کی امت میں شامل ہیں ، اس لیے آپ ﷺ کی امت کی تعداد بھی دوسری امتوں سے زیادہ ہو گی۔(۷)

رسالت مآب ﷺ کی ختم نبوت ہی کا تقاضا تھا کہ آپ ﷺ کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی آئے اور نہ ہی کوئی وحی اس دنیا میں آئے بخلاف انبیائے سابقین کے ان کو اس بات کی فکر نہ ہوتی تھی کہ جب ان کے بعد امت میں گمراہی پھیل جائے گی تو ان کے بعد آنیوالا نبی ان اعمال کی اصلاح فرمادے گا، اس بارے میں مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ سے قبل انبیاء کی تعلیمات کی حفاظت کے لیے وہ اہتمام نہیں کیا گیا جو قرآن کی حفاظت کے لیے کیا گیا ہے کیونکہ اگر سابق نبی کی قوم اس کی تعلیمات کو فراموش کر دیتی تھی تو بعد میں آنے والا نبی اس کی تجدید کر دیتا تھا، لیکن ان کے برعکس نبی کریم ﷺ کے بعد چونکہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا اس لیے قرآن مجید کو اس طرح سے محفوظ کر لیا گیا کہ قیامت تک شیاطین جن وانس اس میں کوئی دراندازی نہ کرسکے اس لیے حق و باطل میں امتیاز کے لیے اصل خدائی کسوٹی قرآن ہے اگر وہ محفوظ ہے تو پھر اب کسی وحی والہام اور کسی مخاطبہ و مکالمہ کی حاجت باقی نہیں ہے۔(۸)

خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفے ﷺ کو اقوام عالم کے لیے اس لیے نبی بنا کر مبعوث کیا گیا تھا کہ آپ ﷺ کی جملہ تعلیمات کی حفاظت رب العالمین نے اپنے ذمہ لی، اس لیے انسانوں کے وہ حالات جو نئے نبی کی ضرورت وحاجت کا تقاضا کیا کرتے تھے آپ ﷺ کی بعثت کے بعد مفقود ہو گئے اور یوں ختم نبوت کا اعزاز اور افتخار نبی کریم ﷺ کو نصیب ہوا۔

اس بارے میں سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ

خوب سمجھ لیجیے کہ اس زمانہ میں اسلام کا سچا اور سیدھا راستہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ محمد ﷺ کی تعلیم اور قرآن مجید کے سوا نہیں ہے، محمد ﷺ تمام نوع انسانی کے لیے خدا کے پیغمبر ہیں، ان پر پیغمبری کا سلسلہ ختم کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ انسانوں کو جس قدر ہدایت دینا چاہتا ہے وہ سب کی سب اس نے اپنے آخری پیغمبر کے ذریعے بھیج دی، اب جو شخص حق کا طالب ہو اور خدا کا مسلم بندہ بننا چاہتا ہو اس پر لازم ہے کہ خدا کے آخری پیغمبر کے بتائے ہوئے راستے پر چلے، جو کچھ تعلیم انہوں نے دی ہے اس کو مانے اور جو طریقہ انہوں نے بتایا ہے اس کی پیروی کرے۔(۹)

مولانا ابو الحسن علی ندویؒ عقیدہ ختم نبوت کو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ختم نبوت اس دین کامل کا لازمی اور منطقی نتیجہ اور تقاضا تھا جسے محمد رسول اللہ ﷺ لائے تھے اور جو عقائد و قوانین، اخلاقی اور اجتماعی تعلیمات کے حوالے سے ہر طرح مکمل اور ان صالح بنیادوں پر قائم تھا جن میں ہر زمانہ اور ہر مقام پر صالح معاشرہ اور صحت مند تہذیب قائم ہوتی ہے اور فرد اپنی مطلوبہ تکمیل اور معاشرہ معراج ترقی و کمال پر پہنچتا ہے اور اس فطری رفتار میں بغیر کسی قسم کی دقت و طوالت کے اپنے اعلیٰ مقاصد، کمال انسانی اور دین و دنیا کی جامعیت تک پہنچ جاتا ہے۔

زندگی کے کاروان سے بچھڑ جانے اور فطرت کے جائز مطالبات کی تکمیل میں ناکامی کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا بلکہ شریعت اسلامی کو ہر زمانہ سے آگے اور صنعت الٰہی اور حکمت خداوندی کا محیر العقول نمونہ پاتا ہے۔(۱۰)

نبی رؤف ورحیم ﷺ کی تعلیمات عصر حاضر میں بھی زندگی کے ہر شعبہ میں انسانوں کی راہنمائی کرنے کے اعتبار سے زندہ وجاوید ہیں، اس لیے پیغمبر کی زندگی دراصل اس کی تعلیم وہدایت کی زندگی ہے، جب تک اس کی تعلیم وہدایت زندہ ہے گویا وہ زندہ ہے، اس بارے میں سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ محمد ﷺ کا دور نبوت جاری ہے، کیونکہ ان کی تعلیم وہدایت زندہ ہے، جو قرآن انہوں نے دیا تھا وہ اپنے اصلی الفاظ کے ساتھ موجود ہے، اس میں ایک حرف، ایک نقطہ، ایک زیر وزبر کا بھی فرق نہیں ہے، ان کی زندگی کے حالات، ان کے اقوال وافعال سب کے سب محفوظ ہیں، اس لیے ہم اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں ہر وقت آنحضرت ﷺ کی زندگی سے سبق لے سکتے ہیں، یہی اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی دوسرے پیغمبر کی ضرورت نہیں ہے۔(۱۱)

گویا کہ رسول کریم ﷺ کی بعثت کے بعد وہ تمام اسباب ووجوہات ختم ہو چکے جن کی بناء پر نئے نبی کی ضرورت پیش آیا کرتی تھی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت عالمگیر ہے اور آپ ﷺ کی تعلیمات بھی محفوظ ہیں اور آپ ﷺ کی تعلیمات آج بھی ملکی وبین الاقوامی سطح پر قابل اور راہنما ہیں، اسی بناء پر آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہ آئے گا اور نہ ملت اسلامیہ کے بعد کوئی ملت ہو گی۔

ختم نبوت کے عقلی دلائل

آنحضرت ﷺ کو قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہدایت کے لیے مبعوث کیا گیا اور آپ کی لائی ہوئی تعلیمات کو بھی قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا گیا تو پھر انسانی

عقل بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا جائے، مولانا عبد الحق حقانی ختم نبوت پر عقلی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ سے پہلے سینکڑوں انبیاء دنیا میں آئے اور گمراہی کی کوئی صورت باقی نہ رہی، احکام کے تغیر و تبدل کرنے سے اصلاحیں ہوتی رہیں، آخر جو کچھ کسر باقی رہ گئی تھی وہ آپ ﷺ کے عہد میں پوری کر دی گئی، نیز نئی پیش آنے والی ضرورتوں کی تدبیر بھی قرآن و سنت میں رکھ دی گئی، وقتاً فوقتاً مجدد و مجتہد یا حکیم امت کتاب و سنت سے حاجت براری کر سکتے ہیں، نئے نبی بھیجنے میں سیاست ملیہ میں بڑا انقلاب واقع ہوتا ہے، جس میں ہزاروں گمراہ ہو جاتے ہیں، اس لیے اس مشقت اور زحمت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے دور کر دیا۔(۱۲)

رسالت مآب کی بعثت سے وہ تینوں وجوہات جن کے تحت نئے نبی کی ضرورت محسوس ہوا کرتی تھی، جن میں اول پیغمبر کی تعلیم وہدایات مٹ گئی ہوں، دوسرے پیغمبر کی تعلیم مکمل نہ ہو، تیسرے پیغمبر کی تعلیم ایک خاص قوم اور زمانے تک محدود ہو، جب یہ تینوں وجہیں باقی نہ رہیں۔(تفصیل در تفہیم القرآن ۴/ ۱۵۲۔۱۵۳) تو انسانی عقل بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ پھر سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا جائے تو سید مودودی ختم نبوت پر عقلی دلائل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی کہ جب تمام دنیا کے لیے ایک نبی بھیج دیا جائے جب اس کے ذریعے دین کی تکمیل بھی کر دی جائے اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے تو نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہیے، تاکہ اس نبی کی پیروی میں جمع ہو کر تمام دنیا میں اہل ایمان ایک ہی امت بن سکے اور بلاضرورت نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس امت میں بار بار تفرقہ برپا نہ ہوتا رہے۔(۱۳)

پیر کرم شاہ الازہری ختم نبوت کی حکمت و مصلحت کو عقلی اعتبار سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کی نبوت جملہ اقوام عالم کے لیے اور قیامت تک کے

لیے ہے، جب حضور ﷺ پر نازل شدہ کتاب بغیر کسی ادنیٰ تحریف کے جوں کی توں ہمارے پاس محفوظ ہے جب سرور عالم ﷺ کی ساری سنت مبارکہ قرآن کریم کی تشریح و تفصیل بیان کر رہی ہے تو پھر کسی نبی کی بعثت کا کیا فائدہ؟ کیونکہ یہ آیت مبارکہ آج بھی اعلان کر رہی ہے

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

لہذا جب آفتاب محمدی طلوع ہو چکا اور عالم کا گوشہ گوشہ اس کی کرنوں سے روشن ہو رہا ہے تو پھر دن کے اجالے میں کسی چراغ کو روشن کرنا قطعاً قرین دانشمندی نہیں ہے۔(۱۴)

مذکورہ عقلی دلائل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ منصب نبوت و رسالت کے جملہ تقاضے آپ ﷺ کی بعثت سے پورے ہو چکے ہیں اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات حیات انسانی کے ہر شعبہ میں پیش آمدہ مسائل کا حل پیش کرتی ہیں، لہذا عقلی طور پر بھی آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کی تشریعی و غیر تشریعی نبوت کی ضرورت بالکلیہ نہیں ہے۔

عقیدہ ختم نبوت آیات قرآنیہ کی روشنی میں

قرآن مجید میں اگرچہ رسالت مآب ﷺ کی ختم نبوت کے عقیدے کو ولٰکن رسو ل اللہ وخاتم النبیین کے واشگاف الفاظ سے بیان کیا گیا ہے، لیکن مذکورہ آیت مبارکہ کے علاوہ بے شمار آیات ایسی ہیں جن سے ختم نبوت کے عقیدے کا بین طور اثبات ہوتا ہے، ان آیات کے تحت برصغیر کے مفسرین نے مبرہن و مدلل انداز سے عقیدہ ختم نبوت کو ثابت کیا ہے، لہذا مفسرین کی انہی کاوشوں کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

آیت نمبر ۱

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن کریم کا یہ اسلوب ہے کہ جب بھی یہ اہل ایمان سے ماقبل انبیاء پر ایمان لانے کا تقاضا کرتا ہے تو سب کے سب انبیاء پر ایمان لانے کا مطالبہ کرتا ہے، جب کہ قرآن مجید میں آپ ﷺ کے بعد کسی نبی پر ایمان لانے کا مطالبہ نہیں کیا گیا۔

اس بارے میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کی وحی آخری وحی ہے، کیونکہ اگر قرآن کے بعد کوئی اور کتاب یا وحی نازل ہونے والی ہوتی تو جس طرح پچھلی کتابوں اور وحی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے ویسے ہی اس کتاب اور وحی پر ایمان لانے کو لازمی قرار دیا جاتا، یہی وجہ ہے کہ پورے قرآن میں اول سے لے کر آخر تک آپ ﷺ کے بعد کسی نبی یا وحی کا قطعاً ذکر نہیں کیا گیا کہ جس پر ایمان لانا ضروری ہوتا۔(۱۵)

پیر کرم شاہ الازہری بھی آیت مذکورہ کو نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر بین دلیل قرار دیتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

وحی جس پر ایمان لانا ضروری ہے وہ یا تو حضور ﷺ پر نازل ہوئی یا حضور ﷺ سے پہلے، اگر نبوت کا سلسلہ جاری ہوتا تو حضور ﷺ کے بعد بھی وحی نازل ہوتی اور اس پر ایمان لانا ضروری ہوتا اور اس صورت میں آیت یوں ہوتی **وَمَاۤاُنزِلَ مِن قَبلِک وَمَایَنزِلُ مِن بَعدِک**(۱٦)

آیت مبارکہ کی مذکورہ توضیحات سے یہ بات روز روشن کی طرح معلوم ہو جاتی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت قیامت تک کے لیے ہے کیونکہ آپ ﷺ کے بعد کسی وحی پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ آپ ﷺ سے ماقبل نازل شدہ کتب پر ایمان لانے کا تقاضا کیا گیا ہے جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ ﷺ سلسلہ نبوت کی تکمیل کرنے والے ہیں۔

آیت نمبر ۲

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا(المائدہ ۳۰)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لیے) پسند کر لیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل کر کے انسانوں کے لیے اور بالخصوص اہل ایمان کے لیے ہدایات کی جملہ راہیں واضح کر دیں تاکہ اللہ کی رضا و خوشنودی کا حصول ان کے لیے آسانی سے میسر آئے، نیز دین کو بھی آپ ﷺ کے ذریعے قیامت تک کے لیے کامل کر دیا، اس بارے میں پیر کرم شاہ الازہری فرماتے ہیں کہ

دین اسلام جو تمام سابقہ انبیاء ورسل کا دین تھا، وہی دین اپنی کامل صورت میں تمہارے لیے پسند کر لیا گیا ہے، اب اس میں اضافہ اور تبدیلی کی گنجائش نہیں، اس لیے آیت مذکورہ رسول کریم ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کی واضح دلیل ہے، کیونکہ جب دین مکمل ہو چکا اس کے احکام میں ردوبدل کی گنجائش نہیں، تو پھر کسی دوسرے نبی کے آنے کی بھی ضرورت نہ رہی۔(۱۷)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ دین کے کامل کر دینے کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

اس سے مراد حدود و فرائض اور حلال و حرام کے احکام اور مبدا و معاد، دنیا و آخرت اور زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ایسے اصول و ضوابط بتلا دیے گئے کہ قیامت تک آنے والے واقعات اور جزئیات کے احکام انہی کلیات سے صراحتاً یا اشارۃً معلوم ہو سکیں گے، نیز آپ ﷺ کو ایسا کامل اور غایت درجہ معتدل قانون اور دستور عطا کیا گیا جو سابقہ شریعتوں کا خلاصہ اور لب لباب ہے اور جو باتیں ادیان سماویہ میں ناتمام ہیں اس دین کامل میں ان کی تکمیل و تقسیم کر دی گئی ہے۔(۱۸)

دین ایک مکمل نظام فکر و عمل

اہل ایمان جہاں اعتقادات دینیہ میں احکام ربانی کے پابند ہیں وہیں عملی زندگی میں بھی شریعت محمدیہ ﷺ کے تابع بھی ہیں، سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ

دین کو مکمل کر دینے سے مراد اس کو مستقل ایک نظام فکر و عمل اور ایک ایسا مکمل نظام تہذیب بنادینا ہے جس میں زندگی کے جملہ مسائل کا جواب اصولاً یا تفصیلاً موجود ہے اور ہدایت وراہنمائی کے حصول کے لیے کسی حال میں بھی اس سے باہر جانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔(۱۹)

خلاصۃً ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو زندگی کے ہر شعبے اور ہر جہت کے اعتبار سے کامل و مکمل کر دیا، جس کی بناء پر شریعت اسلامیہ کسی خاص زمانہ، کسی خاص علاقہ اور کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص نہیں، جب کہ قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے ہدایت وراہنمائی کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے، لہذا اب کسی نئی نبوت کی ضرورت باقی نہیں ہے۔

آیت نمبر ۳

قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا(الاعراف ۱۵۸)

فرمادیجیے، اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

آیت مبارکہ سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ سے قبل جملہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت مخصوص قوم، مخصوص علاقے اور مخصوص زمانے کے لیے ہوا کرتی تھی، لیکن رسالت مآب ﷺ کو جمیع انسانیت کی طرف نبی اور رسول بناکر بھیجا گیا، اس لیے آپ ﷺ کی بعثت عالمگیر و دائمی قرار پاتی ہے۔

پیر کرم شاہ الازہری آپ ﷺ کی عمومی بعثت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ سے قبل جتنے رسولوں کا ذکر ہوا وہ خاص علاقے میں ایک مقررہ وقت کے لیے مرشد وراہبر بن کر آئے تھے، لیکن آپ ﷺ مرشد اولین وآخرین بن کر آئے ہیں، جس طرح آپ کے بھیجنے والے کی حکومت وسروری عالمگیر ہے اسی طرح اس کے رسول ﷺ کی رسالت بھی جہاں گیر ہے، ہر خاص وعام، ہر فقیر وامیر، ہر عجمی وعربی، ہر رومی وحبشی کے لیے وہ مرشد بن کر آیا ہے اور اسی کی پیروی میں ہدایت وفلاح مضمر ہے۔(۲۰)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ آیت مبارکہ سے نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے عقیدہ پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

یہی اصل راز ہے ختم نبوت کا، کیونکہ جب آنحضرت ﷺ کی نبوت قیامت تک آنے والی سب نسلوں کے لیے عام ہے تو پھر کسی دوسرے نبی اور رسول کے مبعوث ہونے کی ضرورت وگنجائش نہ رہی۔(۲۱)

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ جب نبی رؤف ورحیم ﷺ کی بعثت قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے ہے تو پھر کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں رہتی، اس لیے آیت مبارکہ ختم نبوت کے عقیدہ کے اثبات میں دلیل قطعی کی حیثیت رکھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ سابقہ انبیاء کی طرح نہ نسلی یا قومی پیغمبر تھے اور نہ علاقائی پیغمبر تھے بلکہ آپ ﷺ کا حلقہ تبلیغ پوری دنیا کے انسان ہیں، لہذا آپ ﷺ قیامت تک کے لیے پیغمبر ہوئے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر آنے والا نہ ہوا لہذا اب اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا اور کذاب ہوگا۔(۲۲)

آیت نمبر ۴

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ(آل عمران ۸۱)

اور جب اللہ تعالیٰ نے سب انبیاء سے یہ عہد لیا کہ اگر میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کروں اور پھر ایسا کوئی رسول آئے جو اس کتاب کی تصدیق کرتا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنا ہوگی۔

آیت مبارکہ میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء علیہم السلام سے یہ پختہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنے مابعد آنے والے نبی جب کہ وہ ان کی تصدیق کرنے والا ہو تو اس کی نبوت کی سچائی کی تصدیق بھی کریں گے اور بوقت ضرورت اس کی مدد بھی کریں گے، اس بارے میں مولانا عبد الرحمان کیلانی فرماتے ہیں کہ

واضح رہے یہ عہد رسول اللہ ﷺ سے پہلے انبیاء سے لیا گیا کیونکہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور قرآن میں آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا اور بے شمار احادیث صحیحہ سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد تا قیامت کوئی نبی نہیں آئے گا۔(۲۳)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب آیت کریمہ کے ضمن میں رسالت مآب ﷺ کی ختم نبوت اور آپ کی شان عظمت و رفعت کو یہاں بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ آپ ﷺ کی نبوت "عامہ اور شاملہ" ہے ، آپ ﷺ کی شریعت میں سابقہ تمام شریعتیں مدغم ہیں، اس لیے آپ ﷺ کا محشر میں شفاعت کبریٰ کے لیے پیش قدمی کرنا اور تمام بنی آدم علیہ السلام کا آپ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہونا اور شب معراج میں بیت المقدس کے اندر تمام انبیاء کی امامت کروانا حضور ﷺ کی اسی سیادت عامہ اور امامت عظمیٰ کے آثار میں سے ہے۔(۲۴)

آیت مذکورہ سے یہ بات بین طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس سے آپ ﷺ کی ذات وصفات کے بارے میں تائید و نصرت اور آپ ﷺ پر ایمان لانے کا عہد نہ لیا گیا ہو اور دوسری بات یہ بھی منصہ شہود پر آگئی کہ نبی آخر الزمان ﷺ سے آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کے بارے میں عہد نہیں لیا گیا، اس لیے آپ ﷺ نے اپنی امت کو بھی اپنے بعد کسی نبی کے آنے کے بارے میں خبر نہیں دی، اس بارے میں حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں کہ

آیت مبارکہ سے یہ مفہوم بھی نکھر کر سامنے آجاتا ہے کہ نبوت محمدی ﷺ کے سراج منیر کے بعد کسی بھی نبی کا چراغ نہیں جل سکتا۔(۲۵)

اس لیے آپ ﷺ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ یقیناً آپ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں دجال و کذاب ہی ہو گا۔

آیت نمبر ۵

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۲۸)السباء

اے نبی! ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، مگر بہت سے لوگ جانتے نہیں ہیں۔

آپ ﷺ کی نبوت و رسالت محض عرب کے لیے نہ تھی بلکہ قرآن کی تصریح کے مطابق آپ ﷺ ساری انسانیت کے لیے نبی اور رسول بنا کر مبعوث کیے گئے تھے، اس لیے آپ ﷺ کا جملہ انبیاء سے افضل و اعلیٰ ہونا بھی واضح ہوتا ہے، اس بارے میں سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ

نبی ﷺ اپنے ملک یا اپنے زمانے کے لیے نبی نہیں بلکہ قیامت تک پوری انسانیت کے لیے مبعوث فرمائے گئے، جیسے آپ ﷺ نے فرمایا

بُعِثتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھاتَین یَعنی اُصبُعَین

میری بعثت اور قیامت اس طرح ہیں، یہ فرماتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلیاں اٹھائیں، مطلب یہ تھا کہ جس طرح ان دو انگلیوں کے درمیان کوئی تیسری انگلی نہیں ہے، اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان بھی کوئی نبوت نہیں ہے، میرے بعد بس قیامت ہی ہے اور قیامت تک میں ہی نبی رہنے والا ہوں۔(۲۶)

گویا آپ ﷺ کو پوری نسل انسانیت کے لیے ہادی و راہنما بنا کر بھیجا گیا ہے، جس کی تائید متعدد آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ہوتی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (۱)الفرقان

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تا کہ وہ تمام جہاں والوں کے لیے خبر دار کرنے والا ہو۔

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ(سورة الانعام۱۹)

اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا تا کہ میں اس کے ذریعہ سے تم کو متنبہ کروں اور ہر اس شخص کو جسے یہ پہنچے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ (۱۰۷)الانبیاء

اے نبی! ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر۔

حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

أَنَا قَائِدُ الْمُرسَلِينَ وَلَا فَخرَ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَلَا فَخرَ(۲۷)

میں تمام رسولوں کا قائد ہوں، اور فخر نہیں کرتا، اور میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں کرتا، میں وہ شخص ہوں جو سب سے پہلے سفارش کرنے والا ہوں، اور میں وہ شخص ہوں جس کی سفارش سب سے پہلے قبول کی جائے گی اور میں اس پر فخر نہیں کرتا۔

مذکورہ آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب آپ ﷺ تمام نسل انسانی کے لیے تا قیام قیامت ہوئے تو پھر آپ ﷺ کے بعد نئے نبی کی نبوت کی ضرورت بالکل نہیں ہے۔

دین مصطفوی مدار نجات

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ

جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دین تلاش کرے گا وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔(سورۃ آل عمران ۸۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے بھیجا اور یوں جملہ انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں اصول دین ایک ہی رہے، جب کہ حالات وواقعات زمانہ کے مطابق فروع احکامات تبدیل ہوتے رہے، جب کہ خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے جملہ احکامات کو قیامت تک کے لیے محکم کر دیا۔

اس بارے میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ

خاتم الانبیاء ﷺ کو جو اسلام دیا گیا وہ ناقابل نسخ دائمی اور تاقیامت رہے گا اور حسب قاعدہ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد پچھلے تمام ادیان منسوخ ہو گئے، اب وہ اسلام نہیں ہیں بلکہ اسلام صرف وہ دین ہے جو آنحضرت ﷺ کے واسطہ سے پہنچا اس لیے خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثت کے بعد صرف وہی دین اسلام کہلائے گا جو آپ ﷺ کے ذریعے دنیا کو پہنچا ہے اور وہی تمام مسلمانوں کے لیے مدار نجات ہے، آیت مذکورہ میں اسی کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین جو شخص اختیار کرے وہ اللہ کے نزدیک مقبول نہیں۔(۲۸)

لہٰذا نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے بعد اب کوئی شخص بھی اسلام کو جدید ایڈیشن کا نام دے کر آپ ﷺ کی ختم نبوت کے بعد جدید نبوت کے لبادہ میں پیش کرنے کا مدعی ہو تو وہ ناقابل تردید ہی نہیں بلکہ مردود و مبغوض الٰہی ہے۔

رسالت مصطفےٰ ﷺ اور ہدایت قرآنی قیامت تک

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (۱)الفرقان

بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان (قرآن) نازل کیا تاکہ وہ کل اہل عالم کے لیے ڈرانے والا بن جائے۔

آیت مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کی رسالت کی عمومیت کو بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآن کو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے بطور دستور ہدایت نازل کیا ہے اور یوں آپ ﷺ کی رسالت کو قیامت تک کے لیے قائم ودائم فرما دیا۔

اس بارے میں مولانا غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ للعالمین سے مراد انسانوں اور جنات کا عالم ہے، کیونکہ سیدنا محمد ﷺ ان کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے، اور ان کو عذاب سے ڈرانے والے تھے، اس لیے آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، حضرت نوح طوفان کے بعد سب انسانوں کے رسول تھے اور آپ ﷺ سب انسانوں اور جنات کی طرف رسول ہیں، اس لیے آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کی رسالت میں عموم اور شمول نہیں ہے بلکہ حق یہی ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوق کی طرف رسول ہیں۔(۲۹)

رسالت مآب ﷺ کی رسالت سارے عالم کے لیے ہے، جس میں کوئی مخصوص زمانہ وعلاقہ نہیں ہے، جب کہ قیامت تک سارے آنے والے انسان آپ ﷺ کی دعوت کے مخاطب ہیں، اس بارے میں مولانا عبد الرحمان کیلانی رقم طراز ہیں

لیکون کی ضمیر عبدہ کی طرف بھی راجع قرار دی جاسکتی ہے اور فرقان یعنی قرآن کی طرف بھی کیونکہ قرآن اور صاحب قرآن دونوں کی دعوت ایک ہی ہے، قرآن مراد لینے کی صورت میں مفہوم یہ ہو گا کہ قرآن سب لوگوں کے لیے تا قیامت کتاب ہدایت ہے اور صاحب قرآن مردا لینے کی صورت میں مفہوم یہ ہو گا کہ آپ ﷺ تا قیامت تمام تر لوگوں کے لیے اللہ کے رسول ہیں اور قرآن ہو یا صاحب قرآن دونوں کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو ان کے برے اعمال کے برے انجام سے خبر دار کیا جائے۔(۳۰)

اس کی تائید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ

فُضِّلْتُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ(۳۱)

مجھے باقی انبیاء کرام پر چھ چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے، مجھے جوامع الکلم دیے گئے، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں، میرے لیے زمین کو سجدہ گاہ اور پاک بنایا گیا ہے، مجھے ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے، مجھے خاتم النبیین بنایا گیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور آلہ تیمم بنادیا، سو میری امت میں سے جو شخص جس جگہ بھی نماز کا وقت پائے وہیں نماز پڑھ لے، میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کیا گیا اور مجھے شفاعت عطا کی گئی اور پہلے نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔(۳۲)

مذکورہ بالا تین دلائل سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن اور آپ ﷺ کی جملہ تعلیمات کو محفوظ کر دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ تا قیام قیامت آپ ﷺ کے بعد کسی نئی نبوت کی امت کو ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر دین اسلام کو کامل کر دیا ہے، جس کے بعد اس میں حذف واضافہ کی گنجائش نہیں ہے۔

عقیدہ ختم نبوت امت مسلمہ میں اتحاد کا ذریعہ

یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ جب بھی قوم میں نیا نبی آتا ہے تو اس کی نبوت کے اعلان کے بعد کچھ افراد ایمان لے آتے ہیں اور کچھ اس کی نبوت کا انکار کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے اس معاشرے میں کفر وایمان کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے اور یوں وہ افراد معاشرہ انتشار وافتراق کا شکار ہو جاتے ہیں۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی ختم نبوت کے اس اجماعی عقیدہ کو امت مسلمہ میں مسلسل چودہ سو برس سے اتفاق واتحاد کا بنیادی ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ختم نبوت امت مسلمہ کے لیے اللہ کی بہت بڑی رحمت ہے، جس کی بدولت ہی اس امت کا ایک دائمی اور عالمگیر برادری بننا ممکن ہوا، اس چیز نے امت مسلمہ کو ہر ایسے بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا تھا، اب جو شخص بھی محمد ﷺ کو ہادی وامیر مانے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا اور ماخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو وہ اس برادری کا فرد ہے اور ہر وقت ہو سکتا ہے، یہ وحدت اس امت کو کبھی بھی نصیب نہ ہو سکتی تھی اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا کیونکہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی ہے۔(۳۳)

ختم نبوت کا عقیدہ وہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے جس پر امت بیسیوں فرق میں تقسیم ہونے کے باوجود متفق ومتحد چلی آ رہی ہے، پیر کرم شاہ الازہری اس بارے میں فرماتے ہیں کہ

باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درہم برہم کیا اور فتنہ وفساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرق (فرقہ کی جمع) اس بات پر متفق رہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور حضور ﷺ کے بعد نیا نبی کوئی نہیں آئے گا۔(۳۴)

انسانی عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ خدا کی طرف سے نازل کردہ تعلیمات بھی محفوظ ہیں اور وہ نبی قیامت تک انسانیت کے لیے ہادی ورہبر ہو کر آیا ہے تو پھر نئی نبوت کا کیا فائدہ ہے؟ سید ابوالاعلیٰ مودودی اس بات کو مؤثر انداز سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

جب تمام دنیا کے لیے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعہ سے دین کی تکمیل بھی کر دی جائے اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے تو

نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہیے تا کہ اس آخری نبی کی پیروی میں جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لیے اہل ایمان ایک ہی امت بن سکے اور بلاضرورت نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس امت میں بار بار تفرقہ برپا نہ ہوتا رہے، جب کہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت بھی نہ ہو تو خدا کی حکمت اور رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفر وایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں کبھی ایک امت نہ بننے دے۔(۳۵)

یہی وجہ تھی کہ مرزا قادیانی انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا، جس کا بنیادی مقصد مسلمانوں میں اتحاد واتفاق کا خاتمہ کر کے مسلمانوں کو کمزور کرنا تھا، اس بارے میں مولانا عبدالرحمان کیلانی لکھتے ہیں کہ

جب ہندوستان میں انگریز بہادر کی حکومت قائم ہوگئی تو ساتھ ہی زیر زمین جہاد کی تحریک شروع ہوگئی، جس سے انگریز کو ہر وقت خطرہ لاحق رہتا تھا، اس نے اس کا حل یہ سوچا کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈال دی جائے، دوسرے جہاد کی روح کو حتی الامکان مسلمانوں کے اذہان سے خارج کر دیا جائے، ان کاموں کے لیے اس کی نظر مرزا غلام احمد قادیانی پر پڑی، مرزا قادیانی نے انگریز بہادر کے دونوں کام سرانجام دیئے، جہاد بالسیف کی مخالفت کی اور اپنے پیروؤں کے علاوہ باقی سب مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ بھی لگادیا۔(۳۶)

اثبات حیات عیسیٰ علیہ السلام

اور متجددین کے نظریہ کا ابطال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں امت مسلمہ کا گزشتہ چودہ صدیوں سے یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ جب یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے صلیب پر چڑھانا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور آپ آسمانوں پر زندہ ہیں، نبی کریم ﷺ کی متواتر احادیث کے مطابق قرب قیامت جب دنیا کفر

وضلالت سے بھر جائے گی اور دجال کا فتنہ آزمائش بن جائے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کے لیے نازل ہوں گے، جس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

امت مرحومہ کے اس اجماعی عقیدہ کے برعکس سر سید احمد خان نے حضرت عیسیٰ کی وفات کا باطل عقیدہ پیش کیا، جس کی پیروی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے عقیدہ کو(موج کوثر مؤلفہ محمد اکرام) اپنے پیروکاروں اور اپنی کتب میں بیان کیا تاہم اس عقیدہ کو محمد علی لاہوری(پیروکار مرزا قادیانی) نے بڑی شد و مد کے ساتھ اپنی تفسیر (بیان القرآن) میں پیش کیا ہے، جس کو آئندہ سطور میں پیش کیا جاتا ہے۔

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَاعِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ(آل عمران ۵۵)

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے عیسیٰ !میں تجھے پورا لینے والا ہوں اور تجھے اپنی جانب اٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور تیرے تابعداروں کو کافروں کے اوپر رکھنے والا ہوں قیامت کے دن تک۔

سر سید احمد خان نے آیت مبارکہ میں مذکور لفظ **متوفیک** سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو بیان کیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھائے جانے اور پھر زندہ اتار لیے جانے کے بارے میں بڑی دور از کار تاویلات پیش کی ہیں، جن کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا اور دونوں ہاتھوں میں میخیں گاڑھیں، اور انہی ایام میں یہودیوں کی عید فسیح تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر تین چار گھنٹے رہے، یوں تین چار گھنٹے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ سمجھ کر اتار لیا گیا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام فی الواقع مرے نہ تھے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گڑھے میں رکھ دیا گیا اور اوپر سے سل کے ساتھ ڈھانپ کر دفن کر دیا گیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رات کو گڑھے سے نکال لیا گیا اور پھر حواریوں کے پاس رہے اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام طبعی موت مر گئے، جس کے بعد ان کو نامعلوم مقام پر دفن کر دیا گیا، جس کا آج تک علم نہیں ہے۔(۳۷)

مرزا غلام احمد قادیانی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے عقیدہ کا حامل ہے، جس کے عقیدہ و فکر کی ترجمانی کرتے ہوئے مولوی محمد علی لاہوری (پیروکار مرزا قادیانی) اپنی تفسیر میں آیت مذکورہ کے تحت مختلف آیات کی تاویلات کر کے اور احادیث کے مفہوم کو اس کے سیاق وسباق سے پھیر کر اپنے عقیدہ کے اثبات میں پیش کیا ہے۔

مولوی محمد علی لکھتا ہے کہ **توفاہ الله** کے معنیٰ قبض نفس یا روح ہیں، ان کے علاوہ لغت کی کسی بھی کتاب میں دوسرے معنیٰ بیان نہیں ہوئے، اس ضمن میں آیت مبارکہ

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا(الزمر۴۲)

اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے۔

سے استدلال کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ لغت میں **متوفیک** کے معنیٰ موت کے ہی ہیں، کیونکہ خالص محاورات میں جا کر معنیٰ کا انحصار قیاس پر نہیں ہوتا بلکہ سماع پر ہوتا ہے، اگر معنیٰ کا انحصار قیاس پر ہو تو پھر سب الفاظ کے معانی ہر کوئی بدل سکتا ہے۔

مذکورہ معانی نے مسلمانوں میں عیسائیوں سے نفوذ کیا ہے، لہٰذا **متوفیک** کے معنیٰ جنہوں نے موت کی بجائے "زمین سے پورا پورا لینے والا ہوں" کیے ہیں۔

انہوں نے قیاس کو دخل دیا ہے، نیز حدیث معراج جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یحیٰ علیہ السلام کو آپ نے ایک جگہ دیکھا حالانکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وفات یافتہ انبیاء میں ان کا کیا کام تھا؟ لہذا وفات مسیح کا عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔(۳۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر مرزا غلام احمد قادیانی قرآنی آیات کے حقیقی معنیٰ ومفہوم کو بگاڑ کر اپنے مطلوبہ معانی پہناتے ہوئے لکھتا ہے کہ قرآن کریم نے نسل انسانی کے متعلق یہ فیصلہ دے دیا ہے

فِيها تَحيَونَ و فِيها تَمُوتُونَ وَمِنها تُخرَجُونَ

اس میں تم زندہ رہوگے، اسی میں تم مروگے اور اسی سے تم نکالے جاؤگے۔

یہاں فِيها تَحيَونَ میں کوئی استثناء نہیں ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ کوئی آسمان پر بجسد عنصری زندہ رہ سکتا ہے، پھر رسولوں کے متعلق اس نے فرمایا

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُول قَد خَلَت مِن قَبلِهِ الرُّسُل

محمد ﷺ سوائے اس کے نہیں ایک رسول ہیں، ان سے پہلے جو بھی رسول تھے وہ فوت ہو چکے۔

اس آیت کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر صحابہ کرام کے کھلے مجمع میں پڑھ کر بتادیا "خلت" کے معنیٰ وفات پانے کے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے لہذا اگر عیسیٰ علیہ السلام رسول ہیں تو یقیناً وہ بھی "خلت" میں داخل ہیں اور انہیں زندہ ماننا صحیح نہیں۔(۳۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی خصوصیات کے پیش نظر امتیازی مقام کے حامل ہیں، اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت اور حکمت کے تحت آپ کا بن باپ کے کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہونا اور گفتگو کرنا اور دیگر معجزات آپ کی ایسی امتیازی خصوصیات ہیں، جن میں کوئی دوسرا ان کا مقابل نہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اپنی حکمت وبصیرت کے تحت ایک خاص موقع پر زندہ آسمان پر اٹھالینا اور آسمانوں پر زندہ ہونا آپ کا امتیازی خاصہ ہے۔

لہذا امت مسلمہ کے اجماعی عقیدہ کے برعکس وفات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کا برصغیر کے مفسرین نے مدلل انداز سے رد پیش کیا ہے اور اس وفات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کے حامل افراد کا خوب محاکمہ بھی کیا ہے، لہذا اس ضمن میں مفسرین کی ان تفسیری نگارشات کو پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا عبد الحق حقانی مصنف تفسیر حقانی "متوفیک" کے متعدد معانی لغت سے پیش کرنے کے بعد مذکورہ آیت مبارکہ

وَمَاقَتَلُوهُ وَمَاصَلَبُوهُ

میں تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ متوفی بمعنیٰ مستوفی ہے، جس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ تیری اجل کو پورا کروں گا کہ تجھ کو ان کے قتل سے بچا کر آسمان پر چڑھالوں گا، پھر تو اپنے وقت معہود پر مرے گا اور دوسرے معنیٰ یہ بھی ہیں کہ وفات سے مراد قوائے بہیمیہ اور آثار جسمانیہ سے ہلکا کر دینا ہے جو آسمان کی طرف عروج کو مانع ہیں، میں ترے آثار جسمانیہ کو پست کر کے تری روحانیت کو غلبہ دے کر تجھے آسمان پر چڑھا دیتا ہوں۔(۴۰)

لہذا یہ بات معلوم ہوئی کہ یہاں موت کے معنیٰ مراد لینے سے دونوں آیات میں تعارض پیدا ہوتا ہے جب کہ قرآنی آیات میں تعارض نہیں ہے لہذا یہاں متوفی بمعنیٰ مستوفی مراد لینا یقینی اور قطعی ہے۔

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ "توفی" کے متعلق علامہ ابن تیمیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

لَفظُ تَوَفی فی لُغَة العَرب مَعنَاهُ اَلاستِیفَاءُ وَالقَبضُ وَذَالِک ثَلَاثَةُ اَنوَاع اَحَدُها توفی النوم والثانی توفی الموت والثالث توفی الروح والبدن جمیعا(۴۱)

لغت عرب میں توفی کے معنیٰ استیفاء یعنی پورا پورا لینے کے اور اپنے قبضہ میں لے لینے کے ہیں اور اس طرح توفی کی تین قسمیں ہیں، ایک توفی نوم یعنی خواب اور نیند کو توفی جس میں انسان کے شعور وادراک کو پورا پورا قبض کر لیا جاتا ہے، دوسری توفی موت یعنی موت

کے وقت روح کو پورا پورا قبض کرلیا جاتا ہے، اور تیسری توفی فی الروح والبدن یعنی جسم اور روح کو پورا پورا لینا ہے، لہذا یہاں یہی روح اور جسم کو پورا پورا لے کر آسمان پر اٹھالینا مراد ہے۔

تاہم تاریخی اعتبار سے یہ بات مسلمہ ہے کہ اہل عرب لفظ توفی نوم اور موت کے لیے استعمال نہ کرتے تھے جب کہ قرآن کریم نے ان کے موت کے بارے میں غلط نظریات کا رد کرنے کے لیے یہ لفظ توفی بطور خاص استعمال کیا، جیسا کہ مولانا کاندھلوی لکھتے ہیں کہ اہل عرب پر نوم اور موت کی حقیقت واضح کرنے کی غرض سے یہ الفاظ استعمال کیے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ انسان کے بدن میں کوئی چیز ہے، جس کو حق تعالیٰ نوم اور موت کی حالت میں بندہ سے لے لیتے ہیں، عرب کا عقیدہ یہ تھا کہ انسان مر کر نیست ونابود ہو جاتا ہے، موت کو فنا اور عدم کے مترادف سمجھتے تھے، اس لیے وہ بعث یعنی قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کے منکر تھے۔(۴۲)

اسی لیے قرآن نے ان کے باطل عقیدے پر ضرب لگانے کے لیے توفی کا لفظ استعمال کیا تاہم مذکورہ بحث اور آیت مبارکہ سے درج ذیل نکات معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مقتول و مصلوب کہتے تھے لہذا آیت مبارکہ میں ان کے عقیدے کا رد کیا گیا ہے۔

(۲) نصاریٰ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقتول و مصلوب ہونے کو تسلیم کرتے تھے، ان کا بھی رد کیا گیا ہے۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ہاتھوں سے نجات دلا کر زندہ آسمانوں پر اٹھالیا اور یہی جمہور مفسرین کا عقیدہ ہے جس کا واضح ثبوت آیت مبارکہ سے ہوتا ہے۔

(۴) متوفی مستوفی کے معنیٰ میں مستعمل ہے۔

(۵) متوفیک کا معنیٰ موت یا وفات نہیں بلکہ آپ کی روح اور جسم کو پورا پورا لے کر آسمانوں پر اٹھالینا ہے۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی توفی پر لغوی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ توفی کے اصل معنیٰ لینے اور وصول کرنے کے ہیں، روح قبض کرنا اس لفظ کا مجازی استعمال ہے نہ کہ اصلی لغوی معنیٰ ہیں، یہاں یہ لفظ انگریزی لفظ(To Recall) کے معنیٰ میں مستعمل ہے، کسی عہدہ دار کو اس کے منصب سے واپس بلا لینا، چونکہ بنی اسرائیل صدیوں سے نافرمانیاں کر رہے تھے، اگرچہ ان کو تنبیہ بھی کی گئی، ان کی اصلاح کے لیے حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث بھی کیا گیا، لیکن انہوں نے حضرت یحیٰ کا ایک رقاصہ کے کہنے پر سر قلم کر دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سزائے موت دلوانے کی کوشش کی، جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ذلت سے محفوظ رکھنے کے لیے آسمانوں پر اٹھا لیا اور بنی اسرائیل پر ذلت لکھ دی۔(۴۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ اٹھایا جانا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک اظہار تھا، جس کے بارے میں مفتی محمد شفیع صاحب ؒ عقلی اعتبار سے بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تین رکوع اور بائیس آیتوں میں ذکر آیا ہے، جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کا ذکر، ان کی نذر کا بیان، والدہ کی پیدائش، ان کا نام، ان کی تربیت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بطن مادر(ماں کے پیٹ) سے معجزانہ پیدائش ولادت کے وقت قوت گویائی کا عطا ہونا اور اسی طرح یہودیوں کے نرغے سے بچا کر آسمان پر اٹھا لینا وغیرہ بیان ہوا ہے۔

ان کا اس قدر تفصیلی تذکرہ اس لیے کیا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں، اور ان کے بعد دوسرا کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد مسیح دجال کے فتنہ سے امت محمدیہ کو نجات دلانے کے لیے ہوگی اس لیے ضروری تھا کہ ان کی صفات کو واشگاف الفاظ سے بیان کر دیا جائے تاکہ امت کو شک وشبہ نہ رہے، لہٰذا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ہوگی تو پھر یہاں موت ووفات کے معنیٰ مراد لینا درست نہیں ہیں۔(۴۴)

آیت مبارکہ کا سیاق وسباق اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس میں حضرت عیسیٰ کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا ہے، اس بارے میں حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں کہ

اس آیت میں چند دعوے مذکور ہیں، جو اس وقت عیسیٰ سے فرمائے گئے، ایک وقت موعود پر طبعی وفات دینا جس سے مقصد یہ بشارت دینا تھا کہ حفاظت من الاعداء (دشمنوں سے حفاظت) ہوگی، نیز یہ وقت موعود اس وقت آئے گا جب قرب قیامت کے زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے، دوسرا وعدہ عالم بالا کی طرف فی الحال اٹھالینا ہے، چنانچہ یہ وعدہ ساتھ کے ساتھ پورا کر دیا گیا۔(۴۵)

مولانا امین احسن اصلاحی وفات عیسیٰ علیہ السلام کے معنیٰ مراد لینے کو خلاف قرائن قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے لیے بشارت اور وعدہ نصرت ہے، گزشتہ انبیاء علیہم السلام کو بھی جب ان لوگوں نے قتل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی۔(۴٦)

یہاں بھی غور کرنے سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو حفاظت کی بشارت سنائی گئی ہے تو پھر سیاق وسباق بھی موت کے معنیٰ مراد لینے کی مخالفت کرتا ہے، کیونکہ اگر موت کے معنیٰ مراد لیں تو رافعک کے معنیٰ بالکل غیر ضروری قرار پاتے ہیں، لہٰذا متوفیک کے بعد رافعک الی کے الفاظ اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ یہاں توفی کے معنیٰ یہ مراد لیے جائیں کہ میں تمہیں پورے کا پورا اپنی طرف اٹھالوں گا، جیسا کہ سورۃ النساء سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَـٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ(سورة النساء ١٥٧)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اپنی کتاب میں مرزا قادیانی کی طرف سے پیش کردہ تیس دلائل کو نقل کیا ہے، جن سے مراد مرزا قادیانی نے وفات مسیح علیہ السلام کا

عقیدہ وضع کیا تھا، مولانا ثناء اللہ امر تسری نے مرزا کے تمام دلائل کو علمی و منطقی اعتبار سے باطل ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں سورۃ النساء کی آیت

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

نے رد پیش کیا کہ یہود و نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کا خیالی پلاؤ پکا رہے ہیں، دوسرے ہمارے مخاطب "رفع" سے رفع درجات مراد لیتے ہیں، اگر یہی معنیٰ رفع درجات مراد لیے جائیں تو پھر یہودیوں کی مخالفت نہ ہو گی بلکہ ان کی موافقت ثابت ہو گی کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے مراتب کی رفعت سے کوئی شخص انکار نہیں کرتا لہذا اس رفعت کو یہاں قرآن کا بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ رفع الی السماء یعنی بجسدہ عنصری ہی مراد ہے۔(۴۷)

نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ختم نبوت

اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ کے منصب نبوت پر فائز کرنے سے قبل نبوت سے سرفراز کیا گیا تھا، اس لیے وہ جملہ احادیث جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تذکرہ ہے ان بشارتوں کی بناء پر قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے آپ ﷺ کی ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑتی۔

اس بارے میں شیخ الحدیث حضرت مولوانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ

خاتم النبیین کے معنیٰ ہیں کہ حضور پر نور ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہیں مانا جائے گا اور آپ ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہیں کیا جائے گا، لہذا اخیر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ختم نبوت کے منافی نہیں ہے، اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے چھ سو سال پہلے نبی بنائے گئے تھے اور صرف بنی اسرائیل کے لیے نبی بنائے گئے تھے اور پھر اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیے گئے تھے اور قیامت کے قریب اسی سابق جسم کے ساتھ آسمان سے نازل ہوں گے، کوئی

دوسرا جسم نہ ہو گا اور نہ ہی کوئی دوسرا جنم ہو گا اور وہ نزول بحیثیت نبوت ورسالت نہ ہو گا اور نہ وہ اس امت کی طرف نبی بنا کر بھیجے جائیں گے بلکہ بحیثیت خلافت کے نزول ہو گا، یعنی خاتم الانبیاء کے خلیفہ ہونے کی حیثیت سے ان کا نزول ہو گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور نبی نبوت سے کبھی معزول نہیں ہوتا، اس لیے حضرت عیسیٰ نزول کے بعد بھی نبی اور رسول ہوں گے اور حسب سابق اپنی نبوت اور رسالت پر قائم بھی ہوں گے لیکن خاتم الانبیاء کے تابع ہوں گے اور آپ ﷺ کی شریعت پر ہی عمل پیرا ہوں گے اور آپ ﷺ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے، یوں ان کا تمام عمل کتاب وسنت اور شریعت پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے مطابق ہو گا۔(۴۸)

جس کی تائید حضرت ابو امامہ باہلی کی روایت سے ہوتی ہے، جس میں دجال کا تفصیل سے تذکرہ ہے، آپ روایت کرتے ہیں کہ عین اس وقت جب مسلمانوں کا امام صبح کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکا ہو گا، عیسیٰ بن مریم ان پر اتریں گے، امام پیچھے پلٹے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھیں مگر عیسیٰ ان کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ نہیں تم ہی نماز پڑھاؤ کیونکہ یہ تمہارے ہی لیے کھڑی ہوئی ہے۔

چنانچہ وہی نماز پڑھائے گا، سلام پھیرنے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ دروازہ کھولو، چنانچہ وہ کھولا جائے گا، باہر دجال ستر ہزار یہودیوں کے ساتھ موجود ہو گا، جونہی عیسیٰ علیہ السلام کی نظر پڑے گی وہ اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے اور وہ بھاگ نکلے گا، عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میرے پاس تیرے لیے ایک ایسی ضرب ہے جس سے تو بچ نہ سکے گا، پھر وہ اسے "لد" کے شرقی دروازے پر جالیں گے اور اللہ یہودیوں کو ہرادے گا۔(۴۹)

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اپنی تفسیر میں مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کا مدلل ومسکت انداز سے رد کیا ہے، اور مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل دعاوی کے رد کے حوالے سے برصغیر پاک وہند کے علمائے اسلام میں بلند مقام ومرتبہ کے حامل ہیں، آپ نے مرزا قادیانی کی کتاب "چشمہ معرفت" سے دعوائے مسیحیت کو تفصیل سے نقل

کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ اس مسیح موعود کے آنے پر دنیا میں سیاسی اور دینی غلبہ اسلام ہی کا ہوگا، اسلام ہی کی حکومت قائم ہوگی اور اسلام ہی ساری قوموں کا دین ہوگا، لیکن واقعہ یہ ہے کہ مسیح موعود آئے اور چلے گئے مگر یہ صداقت کسی سے مخفی نہیں ہے کہ اسلام اور اہل اسلام کی حالت پہلے سے بھی بدتر ہوگئی ہے، اس کی مثال خود خاندان مرزا سے دیکھیے کہ مرزا قادیانی کے بیٹے میاں محمود نے ۱۹۲۳ء میں شہزادہ ویلز کو ایک کتاب تحفہ میں پیش کی جس کا نام "تحفہ شہزادہ ویلز" ہے، جس میں موصوف نے لکھا کہ اے شہزادہ مکرم یہ تحفہ اس جماعت (احمدیہ) کی طرف سے ہے، جس نے تیس سال سے زیادہ عرصہ آپ کی دادی آنجہانی عالیہ ملکہ وکٹوریہ اور ان کے بعد آپ کے دادا آنجہانی ایڈورڈ ہفتم اور آپ کے والد کی وفاداری اور اطاعت میں گزاری (۵۰)۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی نزول مسیح کے متعلق بیسیوں احادیث کو مستند کتب سے نقل کرکے مرزا قادیانی کے دجل و تلبیس کو بے نقاب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے نزول کے بعد بھی شریعت محمدیہ ﷺ میں کوئی تجدید و تحدید نہ ہوگی بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شریعت محمدیہ ﷺ کے متبع و پیروکار ہوں گے۔

یہ نزول نبی مقرر ہوکر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہ ہوگا اور نہ ان پر وحی نازل ہوگی اور نہ وہ خدا کی طرف سے نیا پیغامبر یا نئے احکام لائیں گے، نہ وہ شریعت محمدیہ میں اضافہ یا کمی کریں گے اور نہ ان کو تجدید دین کے لیے دنیا میں لایا جائے گا نہ وہ آکر لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیں گے اور نہ وہ اپنے ماننے والوں کی ایک الگ امت بنائیں گے، وہ صرف ایک کار خاص کے لیے بھیجے جائیں گے اور وہ یہ ہوگا کہ دجال کے فتنے کا استیصال کردیں گے، پس وہ مسلمانوں کی جماعت میں آکر محض ایک فرد کی حیثیت سے تشریف نہیں لائے ہیں اس بناء پر ان کی آمد سے مہر نبوت کے ٹوٹنے کا قطعاً کوئی سوال پیدا نہ ہوگا۔(۵۱)

یہ بات مسلمہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد امت مسلمہ میں کوئی تفریق پیدا نہیں ہو گی، بلکہ وہ فتنہ عظیمہ دجال کے استیصال کے لیے ہی تشریف لائیں گے اور ان کی آمد بھی دمشق میں ہو گی، جیسا کہ صحیح حدیث میں اس بارے میں رہنمائی فرمائی گئی ہے، حضرت نواس بن سمعان کلامی قصہ دجال بیان کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ،(۵۲)

اسی اثناء میں کہ دجال یہ کچھ کر رہا ہو گا اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم کو بھیج دے گا اور وہ دمشق کے مشرقی حصے میں سفید مینارے کے پاس زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے، جب وہ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہو گا کہ قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے، ان کے سانس کی ہوا جس کافر کو پہنچے گی اور وہ ان کی حد نظر تک جائے گی اور وہ زندہ نہ بچے گا، پھر ابن مریم دجال کا پیچھا کریں گے اور لد کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی بطور خاص عیسیٰ بن مریم کے مقام نزول کا تذکرہ کر کے مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کا مدلل انداز سے رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

مسیح دجال کا مقابلہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ مثیل مسیح کو نہیں بلکہ اصل مسیح کو نازل فرمائے گا، جسے دو ہزار برس پہلے یہودیوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا اور جسے اپنی دانست میں صلیب پر چڑھا کر ٹھکانے لگا چکے تھے، اس حقیقی مسیح کے نزول کی جگہ ہندوستان یا افریقہ یا امریکہ میں نہیں بلکہ دمشق میں ہو گی کیونکہ یہی وہ مقام اس وقت عین محاذ پر ہو گا۔(۵۳)

سرور دوعالم ﷺ کی وہ احادیث جن میں حضرت عیسیٰ بن مریم کے نزول کو بیان کیا گیا ہے، ان کے مطالعہ سے یہی حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے کہیں یہ نہیں بیان کیا کہ میرے بعد مسیح قادیان یا ہندوستان میں ہوگا بلکہ مسیح بن مریم کے نزول کا مقام دمشق بیان کیا ہے اور ان کی آمد کی غرض وغایت بطور خاص دجال کا قتل اور دجالی فتنہ کی سرکوبی قرار دیا ہے۔

نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا انداز ایسا ہوگا کہ مسلمان انہیں بلاشک وشبہ عیسیٰ بن مریم یقین کرلیں گے اور آپ امام کے پیچھے ہی نماز ادا کریں گے، جو اس بات کی دلیل ہوگی کہ آپ علیہ السلام کی آمد بحیثیت پیغمبر نہیں بلکہ آپ امت مسلمہ میں ایک امتی کی حیثیت سے شامل ہوئے ہیں، جس سے آپ ﷺ کی ختم نبوت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

اس بارے میں مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ

خاتم النبیین کے معنٰی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص عہدہ نبوت پر فائز نہ ہوگا، اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے جس کو نبوت عطا ہوچکی ہے ان کی نبوت سلب ہوجائے گی، یا ان میں سے کوئی اس عالم میں پھر نہیں آسکتا البتہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو بھی آپ ﷺ کی امت میں، اصلاح و تبلیغ کے لیے آئے گا وہ اپنے منصب نبوت پر قائم ہوتے ہوئے اس امت میں اصلاح کی خدمت آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کے تابع انجام دے گا۔(۵۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ - يَعْنِي عِيسَى - وَإِنَّهُ نَازِلٌ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ: رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ، كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ، وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيُهْلِكُ اللَّهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ، وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ، فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ(۵۵)

میرے اور ان (عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں اور یہ کہ وہ اترنے والے ہیں ، پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا، ان کا قد درمیانہ، ان کی رنگت سرخ وسفید، دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوں گے، ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے گویا کہ اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے، حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے، وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے ، صلیب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے، خنزیر کو مار ڈالیں گے، جزیہ کو ختم کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے علاوہ تمام ملتوں کو ختم کر دے گا اور وہ مسیح دجال کو قتل کر دیں گے اور زمین میں چالیس سال ٹھہریں گے، پھر وہ وفات پاجائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے جن مقاصد کو حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنازیر کو مارڈالیں گے وغیرہ ان جملہ مقاصد میں سے کوئی فعل بھی مرزا قادیانی نے انجام نہیں دیا، اس بارے میں تفسیر ضیاء القرآن کے مصنف پیر کرم شاہ الازہری مرزا قادیانی کا محاسبہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

خدا کی شان ملاحظہ ہو کہ یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اس کا نام بھی عیسیٰ نہیں، حالانکہ ہزاروں مسلمان اس نام کے موجود ہیں، اس کی والدہ کا نام مریم بھی نہیں حالانکہ ہزاروں مسلمان اس نام کے موجود ہیں، اور خود قادیان میں اس نام کی کئی لڑکیاں ہوں گی، صلیب کو توڑنا، خنزیر کو قتل کر کے عیسائیت کو نیست ونابود کرنا تو کجا میاں جی ساری عمر عیسائی حکومت کے جھولی چک رہے اور اس کی خیرات پر پلتے رہے اور س کی اسلام کش سرگرمیوں پر تعریف وتوصیف کے قصیدے لکھتے رہے، ساری دنیا کو دارالاسلام بنا کر جزیہ ختم کرنا تو بڑی دور کی بات، خدائے مصطفٰے ﷺ نے یہ بھی پسند نہ فرمایا کہ قادیان کا خطہ پاکستان کا حصہ بنے، اب بھی جو لوگ انہیں مسیح موعود مانتے ہیں ان کی نادانی قابل صد افسوس ہے۔(٥٦)

مذکورہ بحث سے درج ذیل نکات معلوم ہوتے ہیں

(۱)حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسالت مآب ﷺ سے تقریباً چھ سو سال قبل نبی بنائے گئے تھے، جن کی آمد سے خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا یعنی مہر نبوت نہ ٹوٹے گی۔

(۲)حضرت عیسیٰ کے نزول کے بعد رسالت مآب ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق عمل پیرا ہوں گے۔

(۳)حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا اہم مقصد دجال کا قتل کرنا ہو گا۔

(۴)حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد ان پر کوئی وحی نازل نہ ہو گی اور نہ ہی شریعت محمدیہ ﷺ میں کوئی اضافہ یا کمی کی جائے گی۔

(۵)احادیث کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مقام دمشق ہے نہ کہ قادیان۔

مرزا قادیانی کے دعاوی ظلی وبروزی نبوت

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی متعدد تحریروں میں اپنے لیے ظلی، مہدی اور مسیح موعود ہونے کے دعاوی پیش کیے۔(۵۷)

ان میں سے ایک ظلی اور بروزی نبوت کا دعویٰ بھی تھا، جس کا تذکرہ مرزا قادیانی نے اپنی تفسیر سورۃ الفاتحہ میں کیا(اھدناالصراط المستقیم) سے اپنی ظلی وبروزی نبوت کا استدلال کرتے ہوئے لکھتا ہے

نیکوں اور بدوں کے بروز ہوتے ہیں، نیکوں کے بروز میں جو موعود ہے وہ ایک ہی ہے یعنی مسیح موعود(اھدنا الصرا ط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم) سے نیکیوں کا بروز اور ضالین سے عیسائیوں کا بروز اور مغضوب یہودیوں کا بروز ہے۔(۵۸)

ایک دوسرے مقام پر مرزا قادیانی اپنی نبوت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضور ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں، پس اس طور پر خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی، ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لیے مقدر تھا، سو وہ ظاہر ہو گیا، اب بجز اس کھڑکی کے کوئی نبوت کے چشمہ سے پانی کے لیے باقی نہیں۔(۵۹)

مرزا قادیانی اپنی نبوت کے اثبات میں سورۃ فاتحہ کی آیت **اهدنا الصراط المستقیم** کو بطور دلیل پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہے کہ نبوت کے معنیٰ مکالمہ کے ہیں، جو غیب کی خبر دیوے وہ نبی ہے، اگر آئندہ نبوت کو باطل قرار دوگے تو پھر امت خیر امت نہ رہے گی بلکہ کالانعام ہوگی اور سورۃ فاتحہ کی تعلیم جس میں **اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم** ہے بے سود ٹھہرے گی۔(٦٠)

ظلی اور بروزی نبی کی حقیقت

قرآن کریم کی جملہ آیات نبوت ورسالت اور ذخیرہ احادیث کے مطالعہ سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت (ظلی وبروزی) کا تصور شریعت اسلامیہ میں نہیں پایا جاتا بلکہ آیت

ماکان محمدابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین

میں بالکلیہ نبوت کی نفی کی گئی ہے، اس لیے چودہ سو سال کے بعد کوئی شخص خود تراشیدہ اصطلاحات پیش کرکے ظلی اور بروزی نبوت کا دعویدار بنے تو وہ شخص ایسی توجیہات کے باوجود کفر کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔(٦١)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ مرزا غلام احمد قادیانی کی ظلی اور بروزی نبوت کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ سب باطل لغو اور بے ہودہ خیال ہے اور

عقلاً و نقلاً محال ہے، اگر بروز سے مرزا قادیانی کا یہ مطلب ہے کہ روح محمدی ﷺ نے تیرہ سو سال کے بعد مرزا کے جسم میں جنم لیا ہے اور روح محمدی بطریق تناسخ مرزائے قادیان کے جسم میں حلول کر آئی ہے تو یہ عقیدہ اسلام میں کفر ہے اور یہ عقیدہ تو ہندوؤں کا ہے جو تناسخ کے قائل ہیں اور حشر و نشر کے منکر ہیں، پس اگر بروزی نبوت سے مراد ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک تیرہ سو سال کے بعد اعلیٰ علیین اور مدینہ منورہ سے چل کر قادیان آئی اور پھر مرزا غلام احمد کے جسم میں اس کا بروز ہوا تو یہ بعینہ تناسخ ہے۔(٦٢)

قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ پر نبوت ورسالت کے سلسلہ کو ختم کر دیا گیا ہے اور آپ ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت منقطع ہو چکی۔

اس بارے میں مفسر قرآن علامہ امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں

یہ امر بھی واضح رہے کہ نبوت کی بہت سی قسمیں نہیں ہیں، نبوت کی صرف ایک ہی قسم ہے جو اپنی تمام شرائط اور خصوصیات کے ساتھ قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہے۔

بعض گمراہ فرقوں نے نبوت کے حرم میں نقب لگانے کے لیے اپنے جی سے نبوت کی متعدد قسمیں بیان کی ہیں اور ان کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں جس نبوت کے ختم ہونے کا ذکر ہے وہ الگ چیز ہے، جس نبوت کے وہ داعی ہیں وہ دوسری چیز ہے، یہ نبوت کی قسم ان کی طبع زاد ہے، قرآن وحدیث میں اس کا ذکر تو درکنار اس کا ادنیٰ سا اشارہ بھی نہیں ہے، بلکہ یہ ظلی اور بروزی نبوت اصطلاحات بالکل شیطانی ہیں، جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔(٦٣)

قرآن کی نصوص قطعیہ اور دین کے مسلمات کا جائزہ لینے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد نبوت کی کسی بھی قسم کا دعوے دار دجال اور کذاب ہے، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ مرزا غلام احمد قادیانی کی ظلی و بروزی نبوت کو دجل و کذب قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ میں محمد بھی ہوں، عیسیٰ بھی ہوں اور مہدی بھی ہوں، حتیٰ کہ کرشن بھی اور دلیل کسی بات کی بھی پیش نہیں کرتا بلکہ یوں کہتا ہے کہ میں

ان کا ظل اور بروز ہوں اور اگر مرزا کا مطلب یوں ہے کہ میں محمد رسول اللہ اور عیسیٰ روح اللہ اور مہدی اور کرشن کا جسمانی بروز ہوں تو یہ بات باطل اور بالکل مہمل ہے، کیونکہ مرزا اپنے باپ کے نطفہ اور ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔(٦٤)

مولانا کاندھلوی مرزا قادیانی کی ظلی وبروزی نبوت کا عقلی انداز میں محاکمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی کے نزدیک صفاتی بروز مراد ہے تو صفاتی بروز کا مطلب ہے کہ کسی بشر صالح یا طالح کی صفات ظہور پذیر ہو جائیں، پس مرزا قادیانی میں صالحین کی صفات کا بروز تو بالکلیہ نہیں ہے، تاہم یہ شخص کفار وفجار کی صفات کا بروز ہے، اس لیے مسیلمہ کذاب سے لے کر اسود عنسی تک جس قدر مدعیان نبوت، عیسویت و مہدویت اور دجالین وکذابین گزرے ہیں، مرزا قادیانی ان کے دعاوی کاذبہ اور اخلاق سیئہ اور اعمال قبیحہ کے حامل تھے، اس لیے مرزا قادیانی کو اس امت کے پیدا شدہ تمام دجالین وکذابین کا صفاتی بروز کہا جاسکتا ہے۔(٦٥)

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مرزا قادیانی کی خود تراشیدہ اصطلاح ظلی وبروزی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مرزا کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے یہ درجہ ظلی نبوت حاصل ہوا گویا کہ آپ کے نظریہ کے مطابق نبوت وہبی نہیں بلکہ کسبی ہے، اس نظریہ کی قرآن نے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کہہ کر بھرپور تردید کی ہے، علاوہ ازیں نبوت اگر کسبی چیز ہوتی تو اس کے سب سے زیادہ حق دار صحابہ تھے اور ان میں بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے بارے میں احادیث میں بصراحت آیا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے، لہٰذا مرزا کا ظلی وبروزی نبوت کا نظریہ باطل ہے۔ (٦٦)

مذکورہ بحث سے درج ذیل نکات معلوم ہوتے ہیں

(ا) دین اسلام میں ظلی وبروزی نبوت کا تصور بالکلیہ نہیں پایا جاتا، اس لیے یہ نبوت کی کوئی قسم ہی نہیں ہے۔

(۲) ظل کا معنیٰ عکس اور بروز کا معنیٰ ظہور ہوتا ہے تو یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے کہ مرزا قادیانی بیک وقت آنحضرت ﷺ ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی وکرشن کا جسمانی ظل وبروز قرار دیا جاسکے، کیونکہ وہ اپنے باپ کے نطفہ اور ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

(۳) مرزا قادیانی اپنی صفات کی وجہ سے مذکورہ مقدس ہستیوں کا صفاتی بروز بھی قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ مرزا قادیانی میں صالحین کی صفات نہیں پائی جاتی ہیں۔

(۴) نبوت وہبی (یعنی بدون محنت ومجاہدہ، اوراد ووظائف، تسبیح وتہلیل کی ضرب) چیز ہے، لہذا اسے کسب وریاضت (یعنی محنت ومجاہدہ، اوراد ووظائف، تسبیح وتہلیل کی ضربوں) سے حاصل نہیں کیا جاسکتا، لہذا مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ وہ عبادت وریاضت کے تحت اس منصب نبوت پر فائز ہوا ہے بالکل باطل ہے۔

(۵) قرآن واحادیث کی نصوص قطعیہ کی روشنی میں مرزا قادیانی دجال وکذاب ہے۔

☆☆☆☆

حوالہ جات وحواشی

(۱) (معارف القرآن ۷/۱۶۰)
(۲) (تفسیر ضیاء القرآن ۴/۱۳۹، ۱۴۰)
(۳) (تفہیم القرآن ۴/۱۳۹، ۱۴۰)
(۴) (معارف القرآن للکاندھلوی ۶/۲۹۳)
(۵) ملفوظات احمدیہ، منظور الٰہی قادیانی
(۶) (تبیان القرآن ۹/۴۸۷، ۴۸۸)
(۷) (معارف القرآن ۷/۱۶۱)
(۸) (تدبر قرآن ۶/۲۴۷)
(۹) (سیرت سرور عالم ۱/۱۷۱)
(۱۰) (منصب نبوت اور اس کے عالی حاملین ۲۶۲)

(۱۱)(سیرت سرورعالم ﷺ ۱/۱۷۳)
(۱۲) (تفسیر حقانی ۲/۹۳۵)
(۱۳) (تفہیم القرآن ۴/۱۵۴)
(۱۴) (ضیاءالقرآن ۴/۷۳)
(۱۵) (معارف القرآن ۱/۱۱۳)
(۱۶) (تفسیر ضیاءالقرآن ۱/۳۱)
(۱۷) (ضیاءالقرآن ۱/۴۴۰)
(۱۸) (معارف القرآن للکاندھلویؒ ۲/۴۳۷،۴۳۶)
(۱۹)(تفہیم القرآن ۱/۴۴۴)
(۲۰) (ضیاءالقرآن ۲/۹۳)
(۲۱) (معارف القرآن ۴/۹۰)
(۲۲) (تفسیر تیسیرالقرآن ۲/۱۰۷،۲۸۴)
(۲۳) (تفسیر تیسیرالقرآن ۱/۲۸۳)
(۲۴) (معارف القرآن ۲/۱۰۱)
(۲۵) (احسن البیان ۷۷)
(۲۶) (تفہیم القرآن ۴/۲۰۳)
(۲۷) دارمی، کنزالعمال
(۲۸) (معارف القرآن ۲/۱۰۲)
(۲۹) (تبیان القرآن ۸/۲۱۲)
(۳۰) (تیسیرالقرآن ۳/۲۹۴)
(۳۱) ترمذی شریف، باب ماجاء فی الغنیمہ
(۳۲) ترمذی شریف، کتاب السیر
(۳۳) (تفہیم القرآن ۴/۱۵۴،۱۵۳)
(۳۴) (ضیاءالقرآن ۴/۷۰)
(۳۵) (تفہیم القرآن ۴/۱۵۴)

(۳٦) (تفسیر تیسیر القرآن ۳/ ۵۱۲)
(۳۷) (تفسیر القرآن سر سید احمد خان ۴۸، ۳۵)
(۳۸) (بیان القرآن مؤلفہ محمد علی لاہوری (قادیانی)
(۳۹) (آئنہ احمدیت مؤلفہ دوست محمد ص ۲۳۴)
(۴۰) (تفسیر حقانی ۱/ ۷۷۰، ۷٦۹)
(۴۱) معارف القرآن للکاندھلویؒ ۱/ ۴۹۹
(۴۲) (معارف القرآن للکاندھلوی ۱/ ۵۰۰)
(۴۳) (تفہیم القرآن ۱/ ۲۵۷)
(۴۴) (معارف القرآن ۲/ ۸۰، ۸۲)
(۴۵) (بیان القرآن ۱/ ۲۳۳)
(۴٦) تفسیر تدبر قرآن الاستاذ امین اصلاحی
(۴۷) (تفسیر ثنائی ۱/ ۲۱۸، ۲۱۹)
(۴۸) (معارف القرآن للکاندھلویؒ ٦/ ۲۹۵، ۲۹٦)
(۴۹) (ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم)
(۵۰) (تفسیر ثنائی ۴/ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۰)
(۵۱) (تفہیم القرآن ۴/ ۱٦۳)
(۵۲) مسلم شریف، باب ذکر الدجال
(۵۳) (تفہیم القرآن ۴/ ۱٦٦)
(۵۴) (معارف القرآن ۷/ ۱٦۴)
(۵۵) ابوداؤد شریف، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال
(۵٦) (ضیاء القرآن ۴/ ۷۷)
(۵۷) (قادیانی مذہب، مؤلفہ الیاس برنی)
(۱) (تفسیر سورۃ فاتحہ مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی، ربوہ ۴/ ۲٦۵)
(۲) (آئینہ احمدیت ۷۸، ۷۹)
(۳) (آئینہ احمدیت)

(۴) (تفسیر سورۃ فاتحہ مؤلفہ مرزا قادیانی)
(۵) (معارف القرآن للکاندھلوی ؒ ۶/۳۰۲)
(۶) (تدبر قرآن ۶/۲۴۷، ۲۴۶)
(۷) (معارف القرآن ۶/۳۰۳)
(۸) (معارف القرآن ۶ /۳۰۳، ۳۰۴)
(۹) (تیسیر القرآن ۳/۵۹۱، ۵۹۰)